فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم
ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان
نظر ثانی: حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۶۸

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾﴾

ح ل ل

حَلَّ (ن٬ض) حِلًّا اور حَلَالًا : رسی کھولنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے: (۱) گرہ کھولنا۔ (۲) کسی جگہ اترنا (منزل پر سواری سے اتر کر سامان کی رسیاں کھولتے ہیں)۔ (۳) احرام کھولنا (احرام کی پابندیاں یعنی بندشیں کھل جاتی ہیں)۔ (۴) جائز ہونا٬ حلال ہونا (استعمال کرنے کی بندش کھل جاتی ہے)۔ ﴿اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (طٰہٰ:۸۶) ''یا ارادہ کیا تم لوگوں نے کہ اُترے تم لوگوں پر کوئی غضب تمہارے ربّ کی جانب سے۔'' ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ﴾ (المائدۃ:۲) ''اور جب تم لوگ احرام کھولو تو شکار کر لو۔'' ﴿وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ﴾ (البقرۃ:۲۲۸) ''اور جائز نہیں ہوتا ان خواتین کے لیے کہ وہ چھپائیں اس کو جو پیدا کیا اللہ نے ان کے رحموں میں۔''

اُحْلُلْ (فعل امر): تو کھول۔ ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ﴾ (طٰہٰ) ''اور تو کھول دے گرہ میری زبان سے۔''

مَحِلٌّ (اسم الظرف): اُترنے کی جگہ۔ ﴿لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (الحج) ''تم لوگوں کے لیے ہیں اس میں کچھ فائدے ایک مقررہ مدت تک' پھر اس کی منزل ہے قدیم گھر کی طرف۔''

حَلِيْلٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر): شوہر (بیوی کے لیے ہمیشہ حلال ہوتا ہے)۔

حَلِيْلَةٌ ج حَلَائِلُ (فَعِيْلٌ کی مؤنث فَعِيْلَةٌ کے وزن پر): بیوی (شوہر کے لیے ہمیشہ حلال ہوتی ہے)۔ ﴿وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (النساء:۲۳) ''اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی جو تمہاری صلب سے ہیں۔''

حِلٌّ (صفت بھی ہے): جائز' حلال۔ ﴿وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (المائدۃ:۵) ''اور تم لوگوں کا کھانا حلال ہے ان لوگوں کے لیے۔''

حَلَالٌ (صفت بھی ہے): جائز' حلال۔ ﴿هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ﴾ (النحل:۱۱۶) ''یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔''

اَحَلَّ (افعال) اِحْلَالًا: کسی چیز کو جائز کرنا' حلال کرنا۔ ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (المائدۃ:۸۷) ''حرام مت کرو پاکیزہ چیزوں کو جن کو حلال کیا اللہ نے تمہارے لیے۔''

حَلَّلَ (تفعیل) تَحْلِيْلًا اور تَحِلَّةً: کفارہ ادا کرنا (کسی عہد یا قسم کی پابندی کھولنے کے لیے)۔ ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (التحریم:۲) ''فرض کیا ہے اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرنے کو۔''

<u>خ ط و</u>

خَطَا (ن) خَطْوًا: چلنے کے لیے قدم اٹھانا۔

خُطْوَةٌ ج خُطُوٰتٌ: دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ' نقشِ قدم۔ (آیت زیرِ مطالعہ)

ترکیب: ''كُلُوْا'' فعل امر ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو ''رِزْقًا'' ہوسکتا ہے۔ ''مِمَّا فِی الْاَرْضِ'' متعلق فعل ہے۔ ''حَلٰلًا'' محذوف مفعول کی صفت ہے اور ''طَيِّبًا'' اس کی صفت ثانی ہے۔ ''لَا تَتَّبِعُوْا'' فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔

اُحْلُلْ (فعل امر): تو کھول۔ ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴾ (طٰہٰ) ''اور تو کھول دے گرہ میری زبان سے۔''

مَحِلٌّ (اسم الظرف): اُترنے کی جگہ۔ ﴿لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴾ (الحج) ''تم لوگوں کے لیے ہیں اس میں کچھ فائدے ایک مقررہ مدت تک' پھر اس کی منزل ہے قدیم گھر کی طرف۔''

حَلِيْلٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر): شوہر (بیوی کے لیے ہمیشہ حلال ہوتا ہے)۔

حَلِيْلَةٌ ج حَلَائِلُ (فَعِيْلٌ کی مؤنث فَعِيْلَةٌ کے وزن پر): بیوی (شوہر کے لیے ہمیشہ حلال ہوتی ہے)۔ ﴿وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (النساء:۲۳) ''اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی جو تمہاری صلب سے ہیں۔''

حِلٌّ (صفت بھی ہے): جائز' حلال۔ ﴿وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (المائدۃ:۵) ''اور تم لوگوں کا کھانا حلال ہے ان لوگوں کے لیے۔''

حَلَالٌ (صفت بھی ہے): جائز' حلال۔ ﴿هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ﴾ (النحل:۱۱۶) ''یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔''

اَحَلَّ (افعال) اِحْلَالًا: کسی چیز کو جائز کرنا' حلال کرنا۔ ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (المائدۃ:۸۷) ''حرام مت کرو پاکیزہ چیزوں کو جن کو حلال کیا اللہ نے تمہارے لیے۔''

حَلَّلَ (تفعیل) تَحْلِيْلًا اور تَحِلَّةً: کفارہ ادا کرنا (کسی عہد یا قسم کی پابندی کھولنے کے لیے)۔ ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (التحریم:۲) ''فرض کیا ہے اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرنے کو۔''

خ ط و

خَطَا (ن) خَطْوًا: چلنے کے لیے قدم اٹھانا۔

خُطْوَةٌ ج خُطُوٰتٌ: دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ' نقشِ قدم۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب: ''كُلُوْا'' فعل امر ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو ''رِزْقًا'' ہو سکتا ہے۔ ''مِمَّا فِي الْاَرْضِ'' متعلق فعل ہے۔ ''حَلٰلًا'' محذوف مفعول کی صفت ہے اور ''طَيِّبًا'' اس کی صفت ثانی ہے۔ ''لَا تَتَّبِعُوْا'' فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔

''خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ'' مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف ''خُطُوٰتِ'' حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ : اے لوگو!	كُلُوْا : تم کھاؤ
مِمَّا : اس میں سے جو	فِی الْاَرْضِ : زمین میں ہے
حَلٰلًا طَیِّبًا : حلال' پاکیزہ (رزق) کو	وَّلَا تَتَّبِعُوْا : اور تم لوگ پیروی مت کرو
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ : شیطان کے نقشِ قدم کی	اِنَّهٗ : یقیناً وہ
لَكُمْ : تمہارے لیے	عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ : ایک کھلا دشمن ہے

آیت ۱۶۹

﴿اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾﴾

ف ح ش

فَحُشَ (ک) فُحْشًا : حد سے زیادہ برا ہونا' بے حیا ہونا (اتنی زیادہ برائی جو فطری حیا کو ختم کر دے)' کھلم کھلا برائی کرنا۔

فَاحِشَةٌ ج فَوَاحِشُ : ہر وہ چیز جو حد سے زیادہ ہو' بے حیائی' کھلی گمراہی۔ ﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَآ اٰبَآءَ نَا﴾ (الاعراف:۲۸) ''اور جب وہ لوگ کرتے ہیں کوئی کھلی گمراہی تو کہتے ہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو۔'' ﴿وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾ (الشوریٰ:۳۷) ''اور جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہ سے اور بے حیائیوں سے۔''

فَحْشَآءُ : قبیح گناہ' اعلانیہ برائی۔ (آیتِ زیرِ مطالعہ)

ترکیب : ''یَاْمُرُ'' فعل ہے۔ اس کا فاعل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو گزشتہ آیت کے ''الشَّیْطٰنِ'' کے لیے ہے۔ اس کا مفعول ''كُمْ'' کی ضمیر ہے جو گزشتہ آیت کے ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔ ''بِالسُّوْٓءِ'' اور ''اَلْفَحْشَآءِ'' دونوں متعلق فعل ہیں۔ ''بِالسُّوْٓءِ'' میں ''بِ'' حرف جر ہے اور ''اَلْفَحْشَآءِ'' سے پہلے حرف جر ''بِ'' محذوف ہے' اس لیے یہ دونوں مجرور ہیں۔ ''اَنْ تَقُوْلُوْا'' میں ''اَنْ'' سے پہلے ''یَاْمُرُكُمْ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	یَاْمُرُکُمْ : وہ ترغیب دیتا ہے تم لوگوں کو
بِالسُّوْءِ : برائی کی	وَالْفَحْشَآءِ : اور کھلی گمراہی کی
وَاَنْ : اور یہ کہ	تَقُوْلُوْا : تم لوگ کہو
عَلَی اللّٰهِ : اللہ پر	مَا : وہ جو
لَا تَعْلَمُوْنَ : تم لوگ نہیں جانتے	

آیت ۱۷۰

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝﴾

ل ف و

لَفَا (ن) لَفْوًا : کسی چیز کو کم کرنا۔

اَلْفَا (افعال) اِلْفَاءً : کسی چیز کو پالینا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب : ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''قِيْلَ'' سے ''اَنْزَلَ اللّٰهُ'' تک شرط ہے اور ''قَالُوْا'' سے ''اٰبَآءَ نَا'' تک جوابِ شرط ہے۔ ''قِيْلَ لَهُمْ'' میں ''هُمْ'' کی ضمیر ماقبل آیت ۱۶۸ کے ''النَّاسُ'' کے لیے ہے۔ ''قَالُوْا بَلْ'' میں ''بَلْ'' سے پہلے ''كَلَّا'' محذوف ہے۔ ''عَلَيْهِ'' میں ''هُ'' کی ضمیر ''مَا'' کی ضمیر عائد ہے۔ ''اَوَلَوْ'' میں ہمزۂ استفہام ہے اور ''لَوْ'' شرطیہ ہے۔ آگے کا پورا جملہ شرط ہے اور اس کا جوابِ شرط محذوف ہے۔ اردو میں محذوف جوابِ شرط ''تب بھی'' بنتا ہے۔ ''كَانَ'' کا اسم ''اٰبَآؤُهُمْ'' ہے اس لیے اس کا مضاف ''اٰبَآءُ'' رفع میں ہے۔ ''لَا يَعْقِلُوْنَ'' اور ''لَا يَهْتَدُوْنَ'' دونوں فعلیہ جملے اس کی خبر ہیں۔ ''شَيْئًا'' مفعول مطلق ہے۔

ترجمہ:

وَاِذَا : اور جب بھی	قِيْلَ : کہا جاتا ہے
لَهُمْ : ان لوگوں سے	اتَّبِعُوْا : تم لوگ پیروی کرو
مَا : اس کی جو	اَنْزَلَ : اتارا
اللّٰهُ : اللہ نے	قَالُوْا : تو وہ لوگ کہتے ہیں

بَلْ : (ہرگز نہیں) بلکہ — نَتَّبِعُ : ہم پیروی کرتے ہیں
مَا : اس کی — اَلْفَيْنَا : ہم نے پایا
عَلَيْهِ : جس پر — اٰبَآءَ نَا : اپنے باپ دادا کو
اَوَلَوْ : تو کیا اگر — كَانَ اٰبَآؤُهُمْ : ان کے باپ دادا تھے
لَا يَعْقِلُوْنَ : عقل سے کام نہیں لیتے — شَيْئًا : ذرا بھی
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ : اور نہ ہی ہدایت پاتے تھے (تب بھی)

نوٹ (۱) : مسئلہ یہ ہے کہ ہر گروہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے باپ دادا اور بزرگ ہدایت پر تھے جبکہ دوسرے گمراہ تھے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس آیت میں ایک کسوٹی دے دی گئی ہے۔ بزرگوں کے جن اقوال و اعمال کی سند ''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ'' میں یعنی قرآن اور حدیث میں ملتی ہے ان کی تقلید کرنا درست ہے۔ اگر بزرگوں کی کچھ باتوں کی سند قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے تو زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ بزرگوں کی باتیں نہیں ہیں' بلکہ انہیں غلط طور پر ان کے نام سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ اس لیے ہماری عافیت اس میں ہے کہ کسی بات کو قبول کرنے سے پہلے اس کی سند کے متعلق معلومات ضرور حاصل کر لیں اور اندھی تقلید نہ کریں۔

آیت ۱۷۱

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾﴾

ن ع ق

نَعَقَ (ض) نَعْقًا: کوے کا کائیں کائیں کرنا' چرواہے کا جانور ہانکنے کے لیے آواز نکالنا' ہانک پکار کرنا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ن د و

نَدَا (ن) نَدْوًا: مجلس میں جمع ہونا' مجلس میں جمع کرنا۔

ن د ی

نَدِیَ (س) نَدًی : گیلا ہونا' تر ہونا۔

نَادٍ : فَاعِلٌ کا وزن ہے' لیکن اسم ذات کے طور پر مجلس اور اہل مجلس کے معانی میں آتا

ہے۔ ﴿وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (العنکبوت:۲۹) ''اور تم لوگ آتے ہو اپنی مجلس میں برائی کے ساتھ۔'' ﴿فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ﴾ (العلق) ''پس اسے چاہیے کہ وہ بلائے اپنے اہل مجلس کو''۔

نَدِیٌّ (اسم نسبت): مجالس والا' مجلسی (بیٹھک باز)۔ ﴿اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا﴾ (مریم) ''دونوں فریقوں میں سے کون بہتر ہے بلحاظ رتبہ کے اور زیادہ اچھا ہے بطور مجالس والے کے۔''

نَادٰی (مفاعلہ) نِدَاءً : بلند آواز سے پکارنا (خشک حلق سے نہیں بلکہ تر حلق سے بلند آواز نکلتی ہے)۔ ﴿وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ﴾ (الاعراف:۴۴) ''اور آواز دیں گے جنت والے آگ والوں کو۔''

نِدَاءٌ (اسم ذات بھی ہے): بلند آواز۔ (آیتِ زیرِ مطالعہ)

مُنَادٍ (اسم الفاعل): آواز دینے والا' پکارنے والا۔ ﴿رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ﴾ (آل عمران:۱۹۳) ''اے ہمارے ربّ! بے شک ہم نے سنا ایک ندا دینے والے کو جو ندا دیتا ہے ایمان کے لیے۔''

تَنَادٰی (تفاعل) تَنَادٍ: ایک دوسرے کو پکارنا۔ ﴿فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ﴾ (القلم) ''تو انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا صبح ہوتے ہی۔''

ترکیب: ''مَثَلُ'' مضاف ہے۔ ''الَّذِیْنَ'' مضاف الیہ ہے' جس کا صلہ ''کَفَرُوْا'' ہے۔ یہ پورا فقرہ مبتدأ ہے۔ ''مَثَلِ'' بھی مضاف ہے اور حرفِ جر ''كَ'' کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ ''الَّذِیْ'' اس کا مضاف الیہ ہے اور یہ فقرہ خبر ہے۔ ''یَنْعِقُ'' سے ''نِدَاءً'' تک ''الَّذِیْ'' کا صلہ ہے۔ ''صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ'' یہ تینوں خبر ہیں اور ان کا مبتدأ ''هُمْ'' کی ضمیر محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ : اور ان لوگوں کی مثال جنہوں نے	كَفَرُوْا : کفر کیا
كَمَثَلِ الَّذِیْ : اس کی مثال کی مانند ہے	یَنْعِقُ : جو ہانک پکار کرتا ہے۔
بِمَا : اس کو جو	لَا یَسْمَعُ : سن کر نہیں سمجھتا

اِلَّا : سوائے	دُعَآءً : دعا کے
وَّنِدَآءً : اور آواز کے	صُمٌّ : بہرے ہیں
بُکْمٌ : گونگے ہیں	عُمْیٌ : اندھے ہیں
فَھُمْ : پس وہ لوگ	لَا یَعْقِلُوْنَ : عقل سے کام نہیں لیتے

آیت ۱۷۲

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾

ترکیب: ''یٰٓاَیُّھَا'' حرفِ ندا ہے اور ''الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' منادیٰ ہے۔ فعل امر ''کُلُوْا'' کا فاعل اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو کہ ''رِزْقَکُمْ'' ہوسکتا ہے۔ ''مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ'' متعلق فعل ہے۔ ''طَیِّبٰتِ'' صفت ہے جس کا موصوف محذوف ہے۔ یہ ''مِنْ'' کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے اور مضاف ہے' اس کا مضاف الیہ ''مَا'' ہے۔ شروع سے ''وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ'' تک دونوں جملے جوابِ شرط ہیں۔ ان کی شرط اگلا جملہ ہے۔ ''کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ'' ماضی استمراری ہے لیکن ''اِنْ'' شرطیہ کی وجہ سے ترجمہ حال میں ہوگا۔

<u>ترجمہ:</u>

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ : اے لوگو جو	اٰمَنُوْا : ایمان لائے ہو
کُلُوْا : تم لوگ کھاؤ	مِنْ طَیِّبٰتِ مَا : اُن پاکیزہ (چیزوں) سے جو
رَزَقْنٰکُمْ : ہم نے عطا کیں تم لوگوں کو	وَاشْکُرُوْا : اور تم لوگ شکر کرو
لِلّٰہِ : اللہ کا	اِنْ کُنْتُمْ : اگر تم لوگ
اِیَّاہُ : صرف اس کی ہی	تَعْبُدُوْنَ : بندگی کرتے ہو

آیت ۱۷۳

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

خ ن ز

خَنِزَ (س) خَنَزًا: گوشت کا سڑاند والا ہونا' بدبودار ہونا۔

خِنْزِیْرٌ ج خَنَازِیْرُ : گلے کی گلٹی' سور۔ ﴿وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ﴾ (المائدۃ:٦٠) ''اور اس نے بنائے ان میں سے بندر اور سور۔''

ہ ل ل

هَلَّ (ن) هَلًّا : نیا چاند ظاہر ہونا' قمری مہینہ شروع ہونا۔

هِلَالٌ ج اَهِلَّةٌ : ابتدائی اور آخری راتوں کا باریک چاند۔ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ﴾ (البقرۃ:١٨٩) ''یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے باریک چاندوں کے بارے میں۔''

اَهَلَّ (افعال) اِهْلَالًا: (نیا چاند دیکھ کر) آواز دینا' پکارنا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب: ''حَرَّمَ'' فعل ہے' اس کا فاعل اس میں موجود ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ ''عَلَيْكُمْ'' متعلق فعل ہے۔ ''الْمَيْتَةَ' اَلدَّمَ' لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ'' اور ''مَا'' یہ سب ''حَرَّمَ'' کے مفعول ہیں۔ ''مَا'' موصولہ ہے' ''اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' اس کا صلہ ہے۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''اُضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ'' شرط ہے جبکہ ''فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ'' جوابِ شرط ہے۔ ''اُضْطُرَّ'' بابِ افتعال کا ماضی مجہول ہے۔ ''غَيْرَ بَاغٍ'' حال ہے' اس لیے مضاف ''غَيْرَ'' پر نصب آئی ہے اور ''بَاغٍ'' مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ ''عَادٍ'' سے پہلے ''غَيْرَ'' محذوف ہے اس لیے یہ حالت جر میں ہے اور یہ بھی حال ہے۔ ''فَلَا اِثْمَ'' میں لائے نفیٔ جنس ہے اس لیے ''اِثْمَ'' تنوین کے بغیر حالتِ نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ:

اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	حَرَّمَ : اس نے حرام کیا
عَلَيْكُمُ : تم لوگوں پر	الْمَيْتَةَ: مردار کو
وَالدَّمَ : اور خون کو	وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ : اور سور کے گوشت کو
وَمَا : اور اس کو	اُهِلَّ : پکارا گیا
بِهٖ : جس پر	لِغَيْرِ اللّٰهِ : اللہ کے بغیر
فَمَنِ : پس جو	اضْطُرَّ : لاچار کیا گیا
غَيْرَ بَاغٍ : اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو	وَّلَا عَادٍ : اور نہ حد سے گزرنے والا ہو